ماہنامہ
جرمنی
جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

ایڈیٹر:۔ میر عبداللطیف

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT GERMANY

جلد نمبر ۲ ماہ تبلیغ ۱۳۷۵ ھش بمطابق فروری ۱۹۹۶ء شمارہ نمبر ۲

جرمنی بھر میں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے دعوت الی اللہ کا پیغام

★★ جرمن ٹی وی پر حضور اقدس کی مجالس عرفان کی ریکارڈنگ دکھائی گئی ★★

فرانکفورٹ ریجن:۔ ۱۷ دسمبر تک کی رپورٹ کے مطابق فرانکفورٹ ریجن میں متعدد مقامات پر مختلف قومیتوں اور مذاہب کے افراد کے ساتھ تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ تبلیغی نشستوں کے علاوہ حضور اقدس کی مجالس عرفان کی کیسٹس سنانے کا سلسلہ بھی پروگرام کے مطابق جاری رہا کئی یورپین اقوام کے افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے

ھیمبرگ ریجن:۔ اس ریجن میں متعدد مقامات پر تبلیغی نشستوں کا انعقاد ہوا۔ اور مختلف زبانوں میں حضور اقدس کی مجالس سوال و جواب کی کیسٹس بھی سنائی گئیں۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں متعدد افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

حضور اقدس کی مجالس سوال و جواب کی ویڈیو کیسٹ شہر کے دو ٹیلی ویژن سٹیشنوں پر بھی دکھائی گئیں۔ جس سے لاکھوں افراد مستفید ہوئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ھیمبرگ شہر کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم خاص طور پر تبلیغی اور تربیتی میدان میں سرگرم عمل ہو چکی ہے اور اس سلسلہ میں مختلف پروگرام ترتیب دے رہی ہے۔

کولون ریجن:۔ اس ریجن کی MINDEN, RADEVORMWALD, OSNABRUCK اور WITLIH جماعتوں میں مختلف اقوام کے افراد کے ساتھ تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں اور ان تبلیغی نشستوں کے ذریعہ بفضلہ تعالیٰ مختلف اقوام کے افراد نے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان بھی کیا۔

کاسل ریجن:۔ امیر کاسل ریجن مکرم طارق لطیف بھٹی صاحب کی رپورٹ کے مطابق KORBACH, NEUHOF, BADKALSHAFEN , ESCHWEGE میں تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا گیا اور ان تبلیغی نشستوں کے ذریعہ سینکڑوں افراد تک پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا

سٹٹگارٹ ریجن:۔ اس ریجن میں STUTGART, CLAW. KARLSRUHE MANNHEIM کے علاوہ WAIBLINGEN میں تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس ریجن کی جماعتوں میں بھی حضور اقدس کی مجالس کی ویڈیو کیسٹس دکھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس تبلیغی مہم کے نتیجہ میں مختلف اقوام کے افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

میونخ:۔ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار امیر و مشنری انچارج میونخ ریجن کی رپورٹ کے مطابق ALTOTIING– NEUFHARN– AUGSBURG-MUNCHEN میں مختلف زبانیں بولنے والے افراد کے ساتھ تبلیغی نشستیں ہوئیں اور حضور اقدس کی مجالس عرفان کی ویڈیو کیسٹس دکھائی گئیں۔

جرمن تبلیغی نشستوں سے مکرم مولانا عبد الباسط صاحب طارق (مشنری فرانکفورٹ، کاسل ریجن) کا خطاب

مربی سلسلہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب نے متعدد مقامات پر جرمن افراد کے ساتھ تبلیغی نشستیں منعقد کیں۔ نیز بعض ایسے پروگراموں میں شمولیت کی جہاں خود جرمن افراد نے "اسلام" کے موضوع پر مجالس مذاکرہ کے لئے ترک علماء کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر مدعو کیا تھا۔ ان پروگراموں میں ہمارے مبلغ پہنچے اور پر حکمت انداز سے اسلام کی حقیقی تعلیم حاضرین پر واضح کی۔

بفضلہ تعالیٰ جرمن حلقوں میں معروف ہونے کی وجہ سے مکرم عبدالباسط طارق صاحب کو مختلف تنظیموں اور مذہبی حلقوں کی طرف سے "اسلام" پر اظہار خیال کے لئے مدعو کیا جارہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳ پر

ریجنل سطح پر سالانہ تربیتی کلاسز کا انعقاد

نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم جرمنی کی رپورٹ کے مطابق دسمبر کے آخری عشرہ میں ہر سال جماعت احمدیہ جرمنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے ملک میں ریجنل سطح پر تعلیم القرآن کلاس منعقد کرتی ہے۔ چنانچہ یہ کلاسز ملک کے چھ ریجنز میں ۲۳ سے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء تک کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئیں۔ الحمدللہ۔

ان کلاسز میں شعبہ تعلیم کی طرف سے مقررہ معیار پر اترنے والے سینکڑوں خدام اور ممبرات لجنہ نے شرکت کر کے علمی و تربیتی استفادہ کیا۔ ان کلاسز میں قرآن کریم، حدیث، علم الکلام، فقہ، تجوید القرآن، موازنہ مذاہب کے مضامین پڑھائے گئے۔ علاوہ ازیں شرکاء کلاس کو مختلف جماعتی ویڈیو کیسٹس بھی دکھائی جاتی رہیں۔ تعلیم کے علاوہ صحت جسمانی کے تحت طلباء مختلف کھیلوں میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے علاوہ ازیں ایک دلچسپ پروگرام مجلس "سوال و جواب" کا بھی ہوتا رہا۔ جس میں علماء سلسلہ طلباء اور طالبات کے سوالات کے جواب

دو بزرگان سلسلہ کی رحلت

گذشتہ دنوں سلسلہ احمدیہ کے دو نہایت فدائی اور مخلص بزرگ اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان ہر دو بزرگان کا مختصراً ذکر خیر قارئین کی نذر ہے۔

۱۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب ایڈوکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ شہر و ضلع شیخوپورہ دسمبر ۱۹۹۵ء میں رحلت فرما گئے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

آپ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھوٹی عمر میں ہی یعنی ۱۴ سال کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ آپ جس خاندان کے فرد تھے وہ احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ مگر باوجود شدید مخالفت کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت پر استقامت بخشی۔ آپ کو تبلیغ احمدیت کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ خاص طور پر ۱۹۷۴ء کے بعد بڑے بڑے وفد ربوہ لے جانے والوں میں آپ کا ضلع شیخوپورہ سب سے آگے تھا۔ چوہدری صاحب نے اس مہم میں مرکزی کردار ادا کیا۔ انہیں کی وجہ سے دوسرے اضلاع میں بھی شوق پیدا ہوا۔ بڑے ہی فدائی انسان، حضرت مسیح موعود، احمدیت اور خلافت کے سچے عاشق تھے۔ لطائف کا ایک خاص ذوق رکھتے تھے اور ان کی حاضر جوابی تو درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ آپ کو کئی دفعہ وفد کے ممبر کی حیثیت سے خلفاء سلسلہ کے ساتھ یورپین ممالک میں تشریف لانے کا موقع ملا۔ حضرت مصلح موعودؓ۔ حضرت خلیفہ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے ایک خاص پیار تھا۔ حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء میں آپ کی جماعتی خدمات کا ذکر فرمایا اور بعد از نماز جمعہ و عصر نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کی روح کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو بھی وہ خوبیاں عطا کرے جن خوبیوں کے یہ علمبردار تھے۔

۲۔ سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب ۳۰ دسمبر ۱۹۹۵ء صبح ۳ بجے بعمر ۷۸ سال ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) آپ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے آپ کے دادا حضرت حکیم چراغ دین صاحب اور والد حضرت منشی عبدالحق صاحب دونوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ بچپن سے ہی خدمت دین کے لئے وقف تھے۔ آپ ۱۹۴۳ء میں قائم کردہ تعلیمی کمیٹی کے ممبر تھے۔ ناظر انخلائے آبادی۔ استاد جامعۃ المبشرین۔

بقیہ صفحہ ۳ پر

بوزنین و البانین احمدیوں کا سالانہ اجتماع

ریجن بھر سے ساڑھے چار صد سے زائد افراد کی شمولیت

جماعت احمدیہ جرمنی کے زیر انتظام مؤرخہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۶ء کو FEST HALLE LAHR میں سٹٹگارٹ ریجن کا ایک روزہ بوزنین و البانین و ریجنل اجتماع منعقد ہوا۔ جو اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا۔ جس میں ریجن بھر سے ساڑھے چار سو سے زائد بوزنین و البانین احباب جماعت نے شرکت کی۔

اجتماع کا افتتاح تلاوت قرآن سے ہوا۔ جس کے بعد بوزنین معلم مکرم ابراھیم بیچ صاحب نے تقریر کی بعد ازاں ورزشی مقابلہ جات کروائے

بقیہ صفحہ ۳ پر

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا

اللہ تعالی سے خبر پاکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاں ایک بیٹے کے ولادت کی جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ پیشگوئی " مصلح موعود " کے نام سے معروف ہے ۔ اس آسمانی بشارت کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے ۔ اس موعود بیٹے کی ۷۷ سالہ حیات طیبہ کا لحہ لحہ اس بات کا شاہد ناطق ہے کہ آپ ہی اس مہتم بالشان پیشگوئی کے مصداق ہیں ۔ اس پیشگوئی میں اس بیٹے کے متعلق یہ وعدہ بھی فرمایا گیا تھا کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا"

چنانچہ اپنے وعدہ کے مطابق اللہ تعالی نے حضرت مصلح موعود کو غیر معمولی طور پر علوم ظاہری و باطنی سے نوازا اور آپ نے علمی میدان میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ رہتی دنیا تک نوع انسانی اس نور علم و عرفان سے استفادہ کرتی رہے گی ۔ حضرت مصلح موعود کا ایک بڑا کارنامہ قرآن کریم کے بہت سے حصوں کی تفسیر کی صورت میں دنیا کے سامنے موجود ہے ۔ جو خدا تعالی کے غیر معمولی فضل و احسان کے نتیجہ میں آپ نے لکھی ۔ آپ اپنی تفسیر کبیر کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ :-

اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالی کا عطیہ ہے ۔"

اور پھر تفسیر کبیر کے ماخذوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

" سب سے پہلے اس ازلی ابدی ماخذ علوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے سب علوم نکلتے ہیں جس سے باہر کوئی علم نہیں ۔ وہ علیم وہ نور ہی سب علم بخشتا ہے اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآن کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے " ۔ مزید فرماتے ہیں " مجھے اللہ تعالی نے قرآن کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں " ۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ا ۔ ب ۔ ج)

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی کی اس شاہکار تصنیف " تفسیر کبیر " میں قرآن کریم کے ان حصوں کا ذکر ملتا ہے جنکا علم براہ راست اللہ تعالی نے آپ کو دیا ۔ آپ فرماتے ہیں :-

" مجھے ایک دفعہ بطور القاء بتایا گیا کہ سورہ البقرہ کی کنجی یتلوا علیھم آیتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتب والی آیت ہے ۔ چنانچہ میں نے اس کنجی کی مدد سے تمام سورۃ البقرہ کو حل کر لیا ۔ ایسا ہی ایک دفعہ اللہ تعالی نے میرے دل میں ڈالا کہ بسم اللہ ہر ایک سورۃ کی کنجی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل ہوئی ہے"

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۴ ۔ ۵۵)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں

" قرآن کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالی نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں اور اس بارہ میں اللہ تعالی کا جتنا شکر کروں کم ہے اس نے کئی ایسی آیات جو مجھ پر واضح نہیں تھیں ان کے معانی بطور وحی یا القاء میرے دل پر نازل کئے اور اس طرح اپنے خاص علوم سے اس نے مجھے بہرہ ور کیا ، مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کے متعلق القاء ہوا کہ فلاں آیت اسکی کنجی ہے .... سورہ فاتحہ کے مضامین مجھے القاء اور الہاماً اللہ تعالی کی طرف سے رؤیا میں بتائے گئے ۔ ..... سورۃ البروج اور سورۃ الطارق کا یہ جوڑ کہ ان میں سے ایک سورہ میں مسیحیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دوسری میں مہدویت کی طرف اشارہ ہے ۔ یہ بھی ان مضامین میں سے ہے جو لوگوں کی نگاہ سے مخفی تھے مگر اللہ تعالی نے میرے ذریعہ ان کو ظاہر فرمایا .... اسی طرح میں سورۃ الفجر پر غور کر رہا تھا ۔ اسی ذہنی کشمکش میں میں نے عصر کی نماز پڑھانی شروع کی ۔ جب عصر کی نماز کے آخری سجدہ سے سر اٹھا رہا تھا تو ایک آن میں یہ سورۃ مجھ پر حل ہو گئی ۔ "

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۸۳ ۔ ۴۸۵)

پھر فرماتے ہیں :-

" یہ مضمون اللہ تعالی نے اس زمانہ میں صرف مجھ پر کھولا ہے ۔ جس کی طرف تیرہ سو سال تک مسلمانوں کی توجہ نہیں گئی کہ سورۃ الفیل اور سورہ ایلاف اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بلکہ آپ کی پیدائش سے بھی پہلے آپ کے دشمنوں اور دوستوں نے تیاری شروع کر دی تھی "

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۷)

پھر سورہ مریم کی آیات ۳۵ تا ۵۵ میں جس ترتیب سے انبیائے کرام کا ذکر آیا ہے اسکی فلاسفی بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ ترتیب تاریخی حیثیت سے نہیں ہے اور پھر اس ترتیب کی حکمت بیان کر کے لکھتے ہیں " کہ انبیاء کی اس ترتیب کے بارہ میں یہ وہ علم ہے جو خدا تعالی نے صرف مجھے عطاء فرمایا ہے چنانچہ تیرہ سو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں یہ بیان نہیں کیا گیا اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی ہے ۔ صرف مجھ پر خدا تعالی نے یہ نکتہ کھولا ہے جس سے اس ترتیب کی حکمت اور اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے " (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۴۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی عنہ کے قرآنی علم میں اس ادراک کا مخالف بھی برملا اعتراف کرتے ہیں ۔ چنانچہ برصغیر ہند و پاکستان کے مشہور لیڈر جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر " زمیندار " نے اپنے ہی ہم خیالوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :-

" احراریو ! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے ۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے .... تمہارے پاس کیا دھرا ہے تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا"

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶ مصنفہ مظہر علی اظہر)

برصغیر کے مشہور اہل قلم اور محقق ادیب علامہ نیاز فتح پوری تفسیر کبیر جلد سوم کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں

" یہ تفسیر اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے ۔ آپ کی تبحر علمی ، آپ کی وسعت نظر ، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست ، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک نقطہ سے نمایاں ہے" ۔

(بحوالہ مصباح فروری ۱۹۹۵ء صفحہ ۴۳)

قرآنی علوم کے علاوہ دیگر علوم میں بھی آپکی وسعت النظری فصاحت و علمیت اور اعلی پائے کے محقق ہونے کا بھی غیروں نے برملا اعتراف کیا ہے ۔

دمشق کا اخبار " العمران " اپنی ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ۔ " جناب احمد قادیانی (مراد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالی عنہ) ..... دارلخلافہ (دمشق ناقل) تشریف لائے تو بہت سے علماء و فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ و مباحثہ کرنے کے لیئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو نہایت عمیق نظر رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان کی تاریخ و فلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا اور شریعت الٰہیہ کی حکمت و فلسفہ سے واقف شخصیت پایا ۔ "

۱۹۱۹ء میں لاہور میں پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم ۔ اے کی صدارت میں حضور نے " اسلام میں اختلافات کا آغاز " کے موضوع پر تقریر فرمائی ۔ اس تقریر کے بعد پروفیسر صاحب نے حضور کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا " حضرات میں نے بھی کچھ تاریخی اوراق کی ورق گردانی کی ہے اور آج شام کو جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کرسکتا ہوں ۔ لیکن جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں ۔ اور میری علمیت کی روشنی اور جناب مرزا صاحب کی علمیت کی روشنی میں وہی نسبت ہے جو اس لیمپ میں (جو کہ میز پر تھا) کی روشنی کو اس بجلی (جو کہ اوپر آویزاں تھا) کے لیمپ کی روشنی سے ۔ "

(تاثرات قادیان صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳)

قیام پاکستان پر حضور نے لاہور میں " پاکستان اور اسکا مستقبل " کے موضوع پر تقریر فرمائی تقریر کے بعد ملک فیروز خان نون صدر جلسہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا " حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے انہوں نے تھوڑے وقت میں بہت کچھ بتایا ہے اور نہایت فاضلانہ طریق پر مضمون پر روشنی ڈالی ہے ۔" (الفضل ۹ دسمبر ۱۹۴۷ء)

اسی طرح مولانا عبدالماجد دریا بادی ایڈیٹر اخبار " صدق جدید " نے آپ کی وفات پر لکھا " علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے " ۔ (صدق جدید ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

حضرت مصلح موعود کو جو علم لدنی ملا تھا ہر غیر متعصب ذہن اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔ حضور کو تحریر اور تقریر دونوں پر قدرت حاصل تھی جس نے بھی آپ کی کتب کا مطالعہ کیا یا آپ کی تقاریر سے فیض یاب ہوا وہ اس امر کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ واقعۃً اللہ تعالی نے خود آپ کو " علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا تھا"

حضور نے جو علم کلام دنیا کو عطا فرمایا اس کے متعلق حضور ہی کے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ " قیامت تک دنیا اس سے استفادہ کرتی رہے گی ۔ اور ہمیشہ اس کلام سے استفادہ کرنے والے حضور کے شاگرد دنیا بھر کی راہنمائی کرتے رہیں گے ۔" انشاء اللہ تعالی ۔

تبلیغی دورہ

★★★★★★★★★★

مکرم ذکریا خان صاحب امسال مارچ سے اگست تک جماعت احمدیہ جرمنی کی درخواست پر البانین زبان بولنے والے حلقوں میں تبلیغی دورہ کرینگے

ملاقات

صہیب منیر

محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب

امیر جماعت احمدیہ شہر و ضلع فیصل آباد

۱۹۱۶ء کی بات ہے کہ گورداسپور کے رہنے والے فارمل ہائی سکول کے سیکنڈ ماسٹر مکرم چوہدری غلام علی خان صاحب کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا یہ گھرانہ اہل سنت میں سے بھی بریلوی خیالات رکھتا تھا ۔ چنانچہ بچے کا جو نام رکھا گیا وہ انہی خیالات کی غمازی کرتا ہے ۔ یعنی غلام دستگیر ۔ اس نام رکھنے کے پیچھے جو جذبہ کار فرما تھا وہ یقیناً خالص مذہبی عقیدت کا جذبہ تھا ۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اسے بہایت احسن رنگ میں قبول فرمایا اور اسے اپنے حقیقی مقام پر پہنچا دیا چنانچہ وہ بیٹا غلام احمد بنا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کو شناخت کرکے ، آپ کی جماعت مخلصین میں سے ہو کر اس وقت خدمت کے بلند مقام پر فائز ہے،الحمد للہ ۔ میری مراد امیر جماعت احمدیہ ضلع فیصل آباد پاکستان محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب ایڈوکیٹ سے ہے ۔ گذشتہ دنوں موصوف لندن اور جرمنی تشریف لائے ہوئے تھے چنانچہ خاکسار نے موقع غنیمت جانا اور محترم موصوف سے ملاقات کرکے انکی کہانی انہی کی زبانی سنی ، جو نہایت اختصار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں بھی پیش ہے ۔

محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد ناگہانی طور پر انتقال فرما گئے ۔ چنانچہ آپ گورداسپور سے بٹالہ کے قریب موضع دیوانی والی نامی گاؤں میں اپنے ننھیال کے پاس آگئے ۔ آپ کو بٹالہ کے ایم سی ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا ۔ آپ بتاتے ہیں کہ یہ ۱۹۳۴ء کی بات ہے ، جب میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا ، اپنے کلاس روم میں دیگر ہم جماعتوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک غیر معمولی شور کی آواز کانوں میں پڑی ، باہر دیکھا تو سکول کے سامنے ایک زبردست جلوس تھا جس کے آگے آگے ایک اونٹ تھا جسے خوب سجایا ہوا تھا اور اس پر سوار ایک شخص نوبت بجا بجا کر یہ اعلان کر رہا تھا کہ " لوگو ! مرزا جھوٹا ، دیکھ لو یہ اونٹ کہتا ہے کہ میں بیکار نہیں ہوّا! " ۔

میں بڑا حیران ہوا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے اور یہ مرزا کون ہے ! اس کے ساتھ ہی میرے منہ سے بے اختیار اور بے ساختہ یہ فقرہ نکلا کہ یہ اونٹ تو واقعی بیکار ہو چکا ہے ۔ میری یہ بات سن کر لڑکے میرے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے ، ارے تو مرزائی ہو گیا ہے میرے لئے یہ لفظ بالکل نیا تھا ۔ مجھے کچھ پتہ نہ تھا کہ مرزائی کون ہوتے ہیں ۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی ، خدا کا کرنا ہوا کہ میٹرک کا امتحان پاس کر کے کالج میں داخل نہ ہوسکا ۔ میرے ماموں زاد بھائی مکرم محمد طفیل صاحب کہنے لگے کہ کہاں یہ پڑھائی کرتے رہو گے باپ فوت ہوچکا ہے ، اسلئے منشی فاضل کرو اور کوئی نوکری ڈھونڈ لو ۔ چنانچہ مں نے ادھر ادھر سے منشی فاضل کے خلاصے تلاش کئے اور تھوڑی بہت تیاری کر کے منشی فاضل کا داخلہ بھجوا دیا ۔ امتحان قریب آیا تو ہمیں حکم ہوا کہ " قادیان " نامی گاؤں میں جانا ہو گا ۔ کیونکہ ان دنوں قادیان میں اس سارے علاقہ کا امتحانی سنٹر بن چکا تھا ۔ چنانچہ میں چھ اور طلباء کے ساتھ قادیان چلا گیا ۔ جہاں ہمیں ایک کمرے میں ٹھہرایا گیا ۔ حضرت میر محمد اسحق صاحبؓ ہماری میزبانی کرنے لگے مجھے ابھی تک بھی احمدیت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا یہاں ہمارے کھانے اور رہائش کا بہت عمدہ انتظام کیا گیا ۔ جمعہ آیا تو میں وہاں مسجد اقصیٰ میں جمعہ پڑھنے چلا گیا ، واپس آیا تو میرے ساتھی کہنے لگے کہ بھئی تم علیحدہ ہو کر کھانا کھاؤ ، تم تو مرزائیوں کی مسجد میں جمعہ پڑھ کے آئے ہو ، مرزائی ہوگئے ہو ، میں اب بھی حیران تھا کہ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں ۔

خیر امتحان ہوگیا ، دوسرے لڑکوں نے پرچوں میں زیادہ زیادہ صفحے بھرے ، مجھ سے ایک ساتھی نے پوچھا کتنے صفحے لکھے ۔ میں نے کہا تین ، اس پر وہ بولا .... دیکھو ، امتحان دینا منشی فاضل کا اور صفحے بھرنے صرف تین .... بھئی تم پاس ہوگئے اس امتحان میں ۔ میرے دل میں یہ بات کھب سی گئی میں نے دعا کی کہ یااللہ لاج رکھ لینا ،!!! میں نے تلونڈی جھنگلاں کے ایک صحابی سے عرض کیا کہ دعا کریں کہ میں پاس ہو جاؤں ۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم احمدی ہیں ، اللہ تعالیٰ ہماری سنتا ہے ،!!! آپ کیلئے دعا کریں گا اور آپ پاس ہو جائیں گے ۔انشاء اللہ تعالیٰ ۔

ابھی ہم قادیان میں ہی تھے کہ ایک دن محترم میر محمد اسحاق صاحب ہمیں کھانے کی ایک دعوت میں لے گئے وہ کسی شادی کی دعوت تھی یا کوئی اور تقریب تو یاد نہیں البتہ یہ نقشہ ابھی تک ذہن میں تازہ ہے کہ سب لڑکے کھانے کے کمرے میں داخل ہوگئے مگر میں دروازے کے باہر ہی کھڑا رہا ۔ مجھے سمجھ نہ آرہی تھی کہ کیونکر اندر جاؤں ۔ کتنے میں محترم میر صاحب کی مجھ پر نظر پڑی ۔ آپ کی نظر بہت گہری اور وسیع تھی ۔ آپ نے وہیں سے مجھے بلایا اور فرمایا کہ " بیٹا ! آؤ اور میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ " وہاں صدر کرسی پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے ، حضور کے ساتھ حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور آپ کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا موقعہ مل گیا ۔ میں نے کھانا جو کھایا سو کھایا ہی مگر سارا وقت حضرت صاحب کی باتیں سننے کا جو لطف آیا اس کا مزہ اب تک قائم ہے ۔ واپسی پر ہم تانگے میں محترم میر صاحب کے ساتھ آرہے تھے ، اس تانگہ میں افریقہ سے واپس تشریف لائے ہوئے بزرگ مبلغ سلسلہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر بھی سوار تھے ۔ راستہ میں حضرت میر صاحب ، مولانا سے کہنے لگے کہ آپ افریقہ سے واپس آئے ہیں ، وہاں کے کوئی تبلیغی واقعات ہی سنائیے ۔ حضرت مولوی صاحب نے آہستہ آواز مگر بے حد پر اثر انداز میں بات شروع کی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہماری بڑی بے تکلفی تھی اور بعض دفعہ بے تکلفی سے باتیں بھی کرلیتے تھے ۔ انہی دنوں مجھے ایک دفعہ ایک آنکھ دکھنے آگئی اور وہ کئی دنوں تک ٹھیک نہ ہو سکی ایک دن میں نے حضور کی مجلس میں عرض کیا کہ جو پہلا مسیح تھا اسکے بارے میں تو مشہور ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کردیتا تھا اور نابینوں کو بینا کردیتا تھا لیکن یہاں ایک آنکھ کی سرخی جانے میں نہیں آتی ۔ یہ بات بالکل بے تکلفانہ رنگ میں ہوئی ۔ حضور علیہ السلام مسکرائے اور انگلی سے اپنا لعاب میری آنکھ میں لگایا ۔ اگلے دن میری آنکھ بالکل ٹھیک ہوگئی اور سرخی جاتی رہی ۔ میں بیرونی ممالک میں تبلیغ کرتا رہا اور بڑے گرم علاقوں میں بھی رہا لیکن یہ آنکھ پورا کام کرتی رہی ایک دن اس میں کچھ تھوڑی سی سرخی آگئی ۔ میں نے شیشہ سامنے رکھ کر اپنی انگشت شہادت سے کہا کہ اے آنکھ تو وہی ہے نا ! جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ کا لعاب ڈالا گیا تھا اور اب پھر تم سرخ ہو گئی ہو ۔ یہ کہہ کر میں نے شیشہ رکھ دیا اور اگلے دن میری آنکھ بالکل ٹھیک تھی اور سرخی کا نام و نشان تک نہ تھا اور آج تک خدا فضل سے بالکل ٹھیک ہے ۔ ادھر مولوی صاحب کی بات ختم ہوئی ادھر ہماری منزل آن پہنچی اور میں اپنے دل میں مزید اثر انگیز کیفیت لئے سو گیا ۔

امتحان کے بعد جب ہم قادیان سے روانہ ہونے لگے تو حضرت میر صاحب مرحوم نے نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کے ساتھ ساتھ " کشتی نوح " کا ایک ایک نسخہ بھی ہم سب طلباء کو عنایت فرمایا ، باقی ساتھیوں نے تو جانے اسے کہاں کہاں رکھا مگر میں نے راستہ میں ہی اسے پڑھ ڈالا ، پھر کیا تھا ، پیاس اور بڑھی حضور کی کتابیں پڑھنے کی چاٹ سی لگ گئی ۔ ازالہ اوہام ، براہین احمدیہ جو کتاب بھی ہاتھ لگی اسے بھی پڑھ ڈالا ۔

پھر امتحان کا نتیجہ آیا تو خدا کے فضل سے میں تو پاس ہوگیا جبکہ باقی سارے طلباء فیل جس کا میرے دل پر غیر معمولی اثر ہوا اور یہ ۱۹۳۵ء کی بات ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ یہ جماعت سچی جماعت ہے اور حضرت غلام احمد ہی امام مہدی ہیں ۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں قادیان حاضر ہو کر حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی ۔ الحمد للہ ۔

بیعت کرکے واپس آیا تو والدہ محترمہ جو بے حد عبادت گزار اور تقویٰ شعار تھیں مجھے کہنے لگیں کہ اب پیر صاحب کے پاس جاؤ اور انہیں بھی بتلا آؤ ۔ ہمارے خاندانی پیر بٹالہ کے گدی نشین پیر سید نذر حسین شاہ صاحب صاحب تھے ،ان کے والد ظہور الحسین کا نام بھی اس دعوت مباہلہ میں موجود ہے ، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے " انجام آتھم " (صفحہ ۴۵ تا ۷۲) میں دی تھی ۔ والدہ محترمہ نے خفیہ طور پیر صاحب کو میرے احمدی ہو جانے کی اطلاع دیکر درخواست کی تھی کہ اسے بلا کر سمجھایا جائے چنانچہ ان کا آدمی مجھے ساتھ لے گیا اور رات میں وہاں ٹھہرا اور صبح کی نماز کے بعد پیر صاحب نے مجھے بلایا وہ اپنے مریدوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ، میرے بیٹھتے ہی مجھے کہا کہ تم مرزائی کی بجائے عیسائی ہوجاتے تو زیادہ بہت زیادہ بہتر ہوتا ، معلوم ہوتا ہے کہ تم نوکری کی خاطر مرزائی ہوئے ہو ۔ ملازمت تو خدا چاہے تمہیں نہیں ملے گی ، ہاں اگر عیسائی ہو جاتے تو ملازمت مل جاتی ۔

حضرت چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں تیر کی طرح لگی ، میں نے اپنی والدہ کو آکر یہ جواب بتلایا اور دل میں دعا کی کہ یااللہ مجھے کوئی ایسی نوکری نہ ملے جس میں کسی احمدی کا کوئی دخل ہو ۔ اس کے ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بیعت کرلینے کے بعد مجھے پیر صاحب کے پاس نہیں جانا چاہیئے تھا ۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی میں قادیان روانہ ہوگیا ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پرائیویٹ سیکرٹری تھے ۔ انہیں ملاقات کے لئے نام لکھوایا تو انہوں نے غرض پوچھی ۔ میں نے کہا کہ حضور کو ہی بتلاؤں گا اور انکے اصرار پر بھی نہیں بتلائی ۔ خیر انہوں نے میرا نام بھجوا دیا ۔ باری آنے پر دروازے میں داخل ہوا تو کمرے کے ایک طرف بچھے ہوئے گدے پر حضرت مصلح موعودؓ بیٹھے اخبار کا مطالعہ فرما رہے تھے ۔ کمرے میں داخل ہوا تو حضور جلدی سے اٹھے اور دروازے تک چلے آئے اور مجھے شرف مصافحہ بخشا اور بڑی محبت کیساتھ اسی گدے پر اپنے پہلو میں بٹھا لیا ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ! اس طرح بیعت کرنے کے بعد مجھے اپنی والدہ کے حکم پر اپنے سابقہ پیر صاحب کے پاس جانا پڑا ، جس کی وجہ سے مجھے دل پر بوجھ محسوس ہورہا ہے ۔ حضور نے بڑی بشاشت اور وسیع حوصلے کے ساتھ فوراً بے ساختہ انداز میں فرمایا کہ

" نہیں نہیں ، آپ ضرور ان کے پاس جائیں اور انہیں کہیں کہ احمدی ہو جائیں "

میں اس جواب کا پیر صاحب کے جواب کے ساتھ موازنہ ہی کرتا رہ گیا ۔ اس جواب نے میرے دل میں احمدیت کی حقانیت اور صداقت کی جڑیں اور بھی گہری کردیں ، الحمد للہ

۔ پھر کیا ہوا .... ایک دن اخبار میں فیروز پور کے ایک ہندو سکول میں فارسی استاد کے لئے ایک اسامی کا اشتہار پڑھا ۔ میں نے وہاں درخواست دے دی ۔ چند دنوں بعد وہاں سے بلاوا آگیا ۔ وہاں میرا مختصر سا انٹرویو ہوا اور فوراً ہی ملازمت دے دی گئی ۔ میں نے اپنے مولا کا لاکھ لاکھ شکر کیا کہ ایک ایسی جگہ پر بغیر کسی سفارش کے ملازمت مل گئی جس کے بارہ میں کسی کو شک تک نہیں ہو سکتا تھا کہ کسی احمدی کی سفارش سے اسے ملازمت ملی ہو گی ۔ یعنی ہندو سکول میں .... اس کے کچھ ہی عرصہ بعد روزنامہ الفضل میں قادیان ٹاؤن کمیٹی میں اکاؤنٹنٹ کی اسامی کے لئے اشتہار نکلا تو میں نے موقعہ غنیمت جانا اور وہاں درخواست دے دی ۔ معمولی چھان بین کے بعد مجھے وہاں نوکری پر رکھ لیا گیا ۔ اس وقت ٹاؤن کمیٹی کے صدر محترم ملک مولا بخش صاحب تھے ۔ اس کے بعد اسی ملازمت سے اللہ نے ترقیات عطا فرمائیں اور پاکستان بننے کے بعد میں فیصل آباد کی میونسپل کمیٹی میں منتقل ہو گیا اور یہاں سے ۱۹۷۴ء میں اکاؤنٹس آفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوا ۔ الحمد للہ ۔ ملازمت کے دوران میں لاہور اور سرگودھا میں بھی کچھ عرصہ بطور اکاؤنٹس افسر کام کرتا رہا ۔ محترم چوہدری صاحب نے یہ دلچسپ بات بھی بتلائی کہ تقسیم برصغیر کے بعد ایک جگہ میں قبول احمدیت کا واقعہ سنا رہا تھا تو اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک دوست اٹھے اور کہنے لگے بٹالہ میں جلوس کے آگے آگے جو اونٹ تھا ، وہ میرا تھا اور میں نے ہی احراریوں کو کرایہ پر دیا تھا ۔ آج اللہ کے فضل سے میں بھی احمدی ہوں ، الحمد للہ ۔

محترم چوہدری صاحب ابتداء سے ہی جماعتی خدمات کی توفیق پاتے رہے ہیں اور مختلف شعبوں میں آپ کو کام کرنے کا موقع ملا ہے ، تاہم ۱۹۶۰ء میں فیصل آباد کے امیر ضلع حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہرِ نے آپ کو نائب امیر کے طور

دعوت الی اللہ

مسجد نور میں ۲۵ طلباء و طالبات آئے ۔ مکرم امام عبدالباسط طارق صاحب نے اپنی مختصر تعارفی تقریر میں اسلام کی اخلاقی قدروں پر روشنی ڈالی اور قرآن کریم کی روشنی میں معاشرہ میں عورت کی عزت و عصمت کی حفاظت کے جو حکیمانہ اقدام کئے گئے ہیں وہ بیان کئے جس کے بعد سوال جواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا۔

شہر ویز باڈن سے پادری Warnich اپنے چرچ کے ممبران کے ساتھ جن کی تعداد ۱۰ تھی مسجد نور میں تشریف لائے یہ سب ممبران اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اسلام میں دلچسپی رکھنے والے تھے مکرم امام عبدالباسط صاحب نے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جماعت کا تعارف کروایا اور اسلام کے بنیادی عقائد پر روشنی ڈالی جس کے بعد مکرم میر عبداللطیف صاحب نے مہمانوں کو سلائیڈز دکھائیں ۔ جن پر ساتھ ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے امام عبدالباسط طارق صاحب نے جماعت احمدیہ کی عالمی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ساری دنیا میں احمدی مساجد اور مشن ہاؤسز کا قیام افریقن ممالک میں ہسپتال اور سکولوں کا قیام، اس کے علاوہ نوع انسانی کی خدمات کے سلسلے میں تفصیلات بیان کیں بعد ازاں اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو ہوتی رہی

شہر ڈنسن باخ سے ایک پادری خاتون مسز Lenz ۱۳ افراد پر مشتمل ایک گروپ لے کر مسجد نور آئیں مکرم امام صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جماعت کا تعارف کروایا ۔ جس کے بعد مہمانوں کو سلائیڈز دکھائیں اور مکرم امام عبدالباسط صاحب نے کمنٹری کر کے مہمانوں کو بانی سلسلہ احمدیہ، خلافت اور خلفاء احمدیہ کا تعارف، ساری دنیا میں جماعت کی تبلیغی مساعی کے بارہ میں تفصیل سے بتایا جس کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا اس گروپ میں ایک مسلمان ترک ڈاکٹر بھی تھے ۔

شہر Altmannhausen کے برگر ہاؤس میں ایک تبلیغی نشست کا انعقاد ہوا ۔ مکرم امام عبدالباسط صاحب نے "اسلام عصر حاضر کے مسائل کا حل" کے موضوع پر نہایت فصیح جرمن زبان میں تقریر کی اور بتایا کہ بین الاقوامی سطح پر امن قائم کرنے کیلئے قرآن نے نہایت اعلیٰ طریق بتائے ہیں تقریر کے بعد مہمانوں کی طرف سے سوالات کے جواب دیئے ۔ اس میٹنگ کا اہتمام کاسل ریجن کے سیکرٹری تبلیغ مکرم میاں عبداللطیف صاحب نے کیا تھا ۔ اس میٹنگ کے مہمان خصوصی ایک معزز پادری UWE HESSE تھے جنہوں نے تقریب کے آغاز میں جماعت کا نہایت اچھے رنگ میں تعارف کروایا تقریب میں ۳۶ جرمن مہمانوں نے شرکت کی

عید مبارک

تربیتی کلاس

دیتے رہے ۔ آخر میں تمام طلباء و طالبات کا امتحان ہوا اور کامیاب طلباء میں سندات تقسیم کی گئیں۔

رحلت

ممبر مجلس وقف جدید ۔ دارالقضاء بورڈ کے ممبر ۔ دارالافتاء بورڈ کے ممبر ۔ سیکرٹیری نصرت آرٹ پرنٹرز ۔ ناظم بک ڈپو اور قرآن پبلیکیشنز جیسے اہم جماعتی اداروں میں رہ کر اہم خدمات سرانجام دیتے رہے ۔ مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب حضرت خلیفہ المسیح کی قائم فرمودہ "ترجمۃ القرآن کمیٹی" کے بھی آخر تک ممبر رہے ۔ حضور اقدس نے اپنے خطبہ فرمودہ ۵ جنوری ۱۹۹۶ء میں آپکی خدمات دینی کا ذکر فرمایا ۔ اور بعد نماز جمعہ و عصر آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی ۔ آپ کی تمام اولاد بھی بفضلہ تعالیٰ خدمت دین کے میدان میں آپ کے نقش قدم پر چلنے والی ہے ۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ چھ بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں آپ کے دو بیٹے مکرم شمس الحق صاحب سابق ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی اور مکرم مقصود الحق صاحب سابق صدر خدام الاحمدیہ اور سابق نیشنل سیکرٹیری تبلیغ جرمنی میں مقیم ہیں ۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی ان نہایت فدائی خدام سلسلہ کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے ۔ مرحومین کی اولاد اور دیگر عزیزوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے ۔ (آمین)

اجتماع

گئے ۔ نماز ظہر و عصر کے بعد دوسرے اجلاس میں مکرم شعبان صاحب، مکرم ابراھیم صاحب نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں ۔ جبکہ بچوں نے مختلف نظمیں کورس میں سنائیں ۔

۔ اجتماع کے آخری سیشن میں ورزشی مقابلہ جات میں کامیابی حاصل کرنے والوں کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے ۔ اس موقعہ پر متعدد مہمانوں نے قبول حق کی بھی توفیق پائی ۔ الحمد للہ ۔

اس اجتماع کے انتظامات محترم ابراہیم بیچ صاحب کی سرکردگی میں قائم ایک ۲۳ رکنی کمیٹی نے خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے ۔ شعبہ تبلیغ اب اس قسم کی اجتماعات ملک بھر میں منعقد کر رہا ہے ۔ قارئین سے ان کی کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے ۔

نیشنل شعبہ تبلیغ

ایک قرآنی پیشگوئی اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۴ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ :-

" قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام پر تنزل کا بھی ایک دور آنیوالا تھا جیسا کہ آیت یدبر الا مر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون (السجدہ آیت ۱۴) سے ظاہر ہے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ امر اسلام کو آسمان سے زمین پر نازل فرمائے گا ۔ پھر ایک ہزار سال کے عرصہ میں وہ واپس اللہ تعالیٰ کی طرف چلا جائے گا ۔ چونکہ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کا زمانہ تین سو سال کا ہے اس لئے ہزار سال تنزل کے کل ملکر تنزل کا زمانہ ۱۳۰۰ ہجری پر ختم ہوتا ہے یا اندازاً ۱۸۸۶ء کو ۔ ۱۸۸۶ء اس طور پر بنتا ہے کہ ۱۳۰۰ ہجری سالوں کو شمسی سالوں میں تبدیل کیا جائے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ۶۲۲ء میں ہوئی ۱۳۰۰ سالوں کے ہجری سال ۱۲۶۴ بنتے ہیں جب ان دونوں کو ملایا جائے تو ۱۸۸۶ء بنتے ہیں ۔ کسروں کو نکال دیا جائے تو ۱۸۸۵ء اور ۱۸۸۶ء ہی وہ سال تھا جب بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی فتح کا علم دیا گیا ۔ اور آپ کے ذریعہ سے ایک سلسلہ کو جو اسلام کی بنیاد کو مضبوط کرنے والا ہو گا کی خبر دی گئی ۔ اور یہ اطلاع بھی دی گئی کہ آپ کی نسل سے ایک ایسا لڑکا بھی پیدا ہوگا جو نو سال کے عرصہ میں پیدا ہو گا جس کے ذریعہ اسلام کی شہرت دنیا کے کناروں تک پہنچے گی اور وہ لڑکا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق یہ راقم السطور ہی ہے ۔ جس کی خبر ۱۸۸۶ء کے شروع میں دی گئی جو قرآنی پیشگوئی کی مصداق اور اسکو پورا کرنے والی ہے ۔ " ۔

اعلان ۔ ایک درخواست

اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ " اخبار احمدیہ " کے لئے علمی ۔ تربیتی اور تحقیقی مضامین بھجوا کر ممنون فرماویں ۔ نیز ریجنل امراء و مبلغین ۔ صدران کرام سے درخواست ہے کہ " جماعتی کارکردگی " اور اہم واقعات کی رپورٹس بغرض اشاعت ایڈیٹر " اخبار احمدیہ " کو مندرجہ ذیل ایڈریس پر بھجوایا کریں

ABDUL LATIF MIR

FRIEDENS STR. 99

63165 - MUHL HEIM

(ادارہ اخبار احمدیہ)

محترم چوہدری صاحب

پر خدمات سپرد کیں ۔ ۱۹۹۳ء میں حضرت شیخ صاحب کی وفات ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ نے مرحوم کی جگہ آپ کو امیر شہر و ضلع فیصل آباد مقرر فرمایا اور امسال معمول کے انتخاب میں بھی مجلس انتخاب نے آپ کے حق میں ہی کثرت رائے سے حضور کی خدمت میں سفارش کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کو صحت و عافیت والی اور کام کرنے والی عمر دراز عطا فرمائے اور مقبول دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے ۔ آمین ۔

محترم چوہدری صاحب کی شخصیت کے کچھ اور بھی پہلو ہیں ۔ آپ نے ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی تحریک پر ایل ۔ ایل ۔ بی کا امتحان بھی پاس کر لیا تھا اور اس کے بعد سے جماعت کی قانونی نقطہ نظر سے بھی خدمات کی توفیق پاتے رہے ہیں اور اپنی اصل ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے حضرت شیخ صاحب کے ساتھ وکالت کی پریکٹس بھی شروع کردی تھی جو اب جماعتی مصروفیات کے باعث ترک دی ہے

ISLAM 99

ISLAM - 99 معروف جرمن احمدی مصنف محترم ہدائیت اللہ ہوبش صاحب کی ایک بیش قیمت تصنیف ہے ۔ جسے جرمنی کے ایک اشاعتی ادارہ BETZEL VERLAG NIENBERG نے شائع کیا ہے ۔ یہ کتاب عام فہم انداز میں سوال و جواب کی طرز پر تحریر کی گئی ہے ۔ جس میں اللہ ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اسلام ۔ قرآن ۔ حدیث ۔ انبیائے بائیبل ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۔ مہدی علیہ السلام ۔ ختم نبوت ۔ نظام خلافت ۔ اسلامی عبادات ۔ اسلامی فرقے ۔ مذہب و سیاست ۔ مذہبی آزادی ۔ جہاد ۔ حیات بعد الموت ۔ جنت ۔ دوزخ ۔ مکہ ۔ حجراسود ۔ شادی بیاہ ۔ اسقاط حمل ۔ مانع حمل ادویات کا استعمال ۔ حرام حلال ۔ شراب ۔ سؤر ۔ اسلامی سزائیں ۔ توہین رسالت ۔ اسلامی کیلنڈر اور سالگرہ منانا وغیرہ جیسے اہم ۹۹ موضوعات پر سوالات کے مختصر مگر جامع جواب دیئے گئے ہیں ۔ یہ کتاب احباب جماعت خصوصاً نوجوانوں کے لئے بیش بہا علمی اضافہ کا باعث ہو گی ۔ علاوہ ازیں یہ کتاب ایسے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی دی جانی چاہیئے ۔ جو اسلام کے متعلق ابتدائی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں اس کتاب میں مخالف اسلام پراپیگنڈہ کا بھی مؤثر جواب موجود ہے ۔ یہ کتاب 12 DM میں شعبہ اشاعت جرمنی کے مرکزی اور ریجنل دفاتر سے حاصل کی جاسکتی ہے ۔